۱۶/۱۲

پنہاں تھی خیالات کے پردوں میں حقیقت
نازک دلِ آزاد نے دنیا کو دکھا دی

ہیرا و پیر

مصنفہ

ہادیٔ کامل نائب خدائے کشتی قوم ابو البیان حضرت مولانا شہزادہ آزاد صاحب

حسب فرمائش مرحوم منشی عبد الرحیم صاحب

غازی ممتاز علی مجاہد منیجر آزاد بک ڈپو دار الفرش ہیرا

نے قوم کے اور سادات کرام کے اطمینان کے لیے شائع کیا

اکتوبر ۱۹۳۴ء

بار اول تعداد ایک ہزار باہتمام آزاد پرنٹنگ پریس ہیرا

تعارف

مجھے جمعیت القریش ہند اور اس کے بانی و محرک ناخدائے کشتی قوم ابوالبیان حضرت مولانا شہزادہ آنولوی صاحب سے ۱۹۲۶ء سے تعارف حاصل ہے۔ ابتداء میں جب کہ میں نے اس ہادی کامل کے اغراض و مقاصد کو مطالعہ کیا۔ میری حیرانی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ متعجب ہوا لیکن باری تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ کہ خدا نے اس خفتہ بخت قوم میں ایسا ایک رہبر در قوم کا سچا ہوا خواہ پیدا کیا ہے جس نے قوم کی سیاہ بختی کو خوش بختی سے بدل دیا ہے۔ چنانچہ اس کے بعد مجھے اس مقدس ہستی کا لٹریچر مطالعہ کرنے کا شوق ہوا۔ اور باقاعدہ ماہوار نظم شروع کی۔ اخبار قریش لاہور سے اپنا نام جاری کرایا۔ جمعیت کے ہر مطبوعہ اشتہار غرضیکہ تمام لٹریچر کو بغور مطالعہ کرنے کے بعد غائبانہ بیعت کی۔ اور صوبہ یو۔پی کی انجمن قائم کر کے میرٹھ شہر کو ہیڈ کوارٹر بنایا۔ اس غرض منصبی کے پورا کرنے کے بعد اگر تڑپ تھی۔ تو اس مبارک ہستی کے دیدار کی۔ جو میری مشکل کشا نے اکتوبر ۲۹ء میں پوری کی۔ اور فرشتہ سیرت ہستی کو چوبیس گھنٹے دل کھول کر دیکھا۔ اور دو گھنٹے ایک بھرے اجلاس میرٹھ میں اردو پر پرور تقریر کر کے اپنے ماننے والوں جرگوں کو [illegible] کیا۔ اس کے بعد دوبارہ جولائی ۳۰ء [illegible] آپ کی [illegible] حضرت منشی الٰہی بخش صاحب [illegible] تشریف لے گئے ہوا۔ اور ایک ہفتہ تک مسلمانان میرٹھ کو [illegible] سے مستفید کیا۔ چنانچہ میرٹھ کو یہ فخر حاصل ہے کہ جس ٹریکٹ پر میں [illegible] کا میں تعارف قلمبند کر رہا ہوں۔ اس شہر میں تصنیف کیا گیا۔ میری حیرانی کی کوئی انتہا نہ رہی جبکہ اس مبارک تحریک کے نیک محرک اور قوم کے سردار اعظم قبلہ مولانا صاحب ممدوح نے ایک گھنٹہ میں اس لاجواب ٹریکٹ کو ہمارے دیکھتے دیکھتے مکمل کر لیا۔ اور حاضرین مجلس کو سنایا جس کے بعد تسلیم کرنا پڑا کہ یہ حضرت خدا کی طرف سے اس قبیلہ کو ہی عطا ہوا ہے۔ آپ کی تصنیف تاریخ القریش نے جو قوم کی خدمت کی ہے۔ وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ آئینہ قریش جس کا مسودہ میری مطالعہ میں آچکا ہے [illegible] لیکن بس مختصر ہے۔ [illegible] اس ٹریکٹ میں جو علمی جوہر قبلہ مولانا صاحب نے دکھائے ہیں وہ محتاج بیان نہیں ہیں۔ [illegible] دعا کے بعد میں قوم سے اپیل کرتا ہوں [illegible] شہنشاہ کے علم و برکت سے فائدہ اٹھا کر اپنے آپ کو دنیا و عاقبت میں سرخرو کریں!!!

آمین ثم آمین!!!

۲۴ رجب

خادم قوم: حافظ قاری عبداللہ [illegible] جنرل سیکرٹری جمعیت القریش یو۔پی میرٹھ

میر

کریم اللغات مصنفہ مولوی کریم الدین صاحب بٹالہ ڈپٹی انسپکٹر مدارس لاہور کے صفحہ ۳ باب میم میں لکھا ہے
کہ میر بالکسر مخفف ہے امیر کا جو عربی زبان کا لفظ ہے۔ عرب میں امیر قریش کے سرداروں کو کہا جاتا تھا جیسا کہ
کتاب ادب المفرد مطبوعہ آگرہ مصنفہ امام بخاری صفحہ ۱۸۴ و کتاب ابن خلدون فصل فی اللقب بامیر المومنین سے ظاہر ہے
کہ سب سے پہلے آنحضرت نامدار محمد رسول اللہ کی ذات پاک کو امیر کر کے کہا گیا بعد میں تمام سرداران قریش کو امیر اور خلفاء کو
امیر المومنین کے خطاب سے پکارا جاتا تھا۔ جیسا کہ کتب تواریخ سے ثابت ہے۔ ہندوستان میں قوم قریش بلفظ العام قوم
میراثی اور سادات کو میر صاحب کے خطاب سے پکارا جاتا ہے جیسا کہ عام رواج و دستور کے علاوہ مسٹر ابیٹسن صاحب سابق گورنر پنجاب
کی مصنفہ کتاب انگریزی تاریخ اقوام پنجاب و سرحد کے صفحہ ۱۰۹ پر لکھا ہے۔ کہ میر بہت بڑا خطاب ہے جو میراثیوں اور سیدوں
کو دیا جاتا ہے۔ پنجاب میں سیدوں کو میر صاحب بہت ہی کم بلکہ نہیں کہا جاتا ہے بلکہ عام طور پر شاہ صاحب کے خطاب
سے پکارے جاتے ہیں۔ شاہ صاحب فارسی زبان کا لفظ ہے۔ جو عربی لفظ امیر کا صحیح ترجمہ فارسی زبان میں کیا گیا ہے
ان ہر دو الفاظ کے معنی بادشاہ یا سردار کے ہیں لیکن پنجاب کے سوا دیگر صوبجات میں سیدوں کو بھی میر صاحب کے خطاب
سے پکارا جاتا ہے۔ برعکس اس کے اس قوم میر کو پنجاب اور یوپی وغیرہ میں بھی میر صاحب اور میر عالم اور اس قوم کے بچوں
کو امیر زادہ کہا جاتا ہے جس کے معنے سردار قریش اور سرداران قریش کی اولاد کے ہیں۔ اس قوم کو میر لوگوں
کے بچوں کو امیر زادہ کے خطاب سے پکارنا اس قوم کی فضیلت اور سابقہ عزت و توقیر کو ثابت کرتا ہے نیز سادات کو
اس قوم کا اس خطاب سے پکارا جانا ثابت کرتا ہے۔ کہ ان دونوں قوموں میں نہایت ہی قربت کا تعلق ہے اگر ان
ہر دو اقوام کا آپس میں کوئی تعلق نہ ہوتا تو ان ہر دو اقوام کو میر صاحب کے خطاب سے نہ پکارا جاتا۔ ہندوستان میں
کوئی تیسری قوم ایسی نہیں ہے۔ جسے میر صاحب کہا جاتا ہو۔ حالانکہ اس قوم کے علاوہ اور بھی
قریشی بھی ہندوستان میں آباد ہیں۔ اور تھے۔

پیر

یہ لفظ فارسی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے معنے بوڑھے کے ہیں۔ اور پجاری کے بھی
جاتے ہیں۔ چنانچہ کریم اللغات مصنفہ مولوی کریم الدین صفحہ ۱۶ پیر مغاں کے معنے آتش پرست کے پجاری اور
صفحہ ۳۶ پیر مغان کے معنے بھی آتش پرست کے لکھے ہیں اس حیثیت میں اگرچہ پیر کے معنی

سے الگ کر دیا جاوے تو پیر کے معنے محض بکاری کے رہ جائینگے لیکن عام طور پر جیسا کہ رواج ہے پیر کے معنے ہدایت دینے والے کے گئے ہیں۔ پیر و مرشد یہ دونوں الفاظ عام طور پر اکٹھے بولے جاتے ہیں۔ مرشد کے معنے ہدایت کرنیوالا نیکی کا راہ بتانیوالا کے ہیں دیکھو صفحہ ۲۱ لیکن مرشد عربی زبان کا لفظ ہے پیر و مرشد کا اکٹھا بولا جانے اور عام رواج کے مطابق سید لوگوں پر اطلاق ہوتا ہے ان کے علاوہ اور بزرگ بھی جو سلسلہ پیری مریدی کا رکھتے ہیں پیر کے نام سے پکارے جاتے ہیں لیکن در حقیقت یہ لفظ سادات کیلئے مخصوص ہے گو بعض دوسرے بزرگوں کو جو بیعت کا طریق اور سلسلہ رکھتے ہیں۔ پیر صاحب کہا جاتا ہے لیکن اس لفظ کی ابتدا سیدوں سے ہوئی ہے اور اب بھی اس مطابقت اور مناسبت کی وجہ سے انہی لوگوں پر عاید ہوتا ہے۔ جو سیدوں کی طرح پیری مریدی کرتے ہیں۔ سلسلہ پیری مریدی بھی ۹۹ فیصدی سادات قوم تک محدود و مخصوص ہے۔ اور یہ قوم اس پیشہ کیلئے خاص طور پر مخصوص ہو چکی ہے۔ کوئی ایسا سید نہیں ہے جو پیر نہ کہلاتا ہو۔ یا دوسرے لوگ اُسے پیر تصور نہ کرتے ہوں۔ غرضیکہ پیر کے معنے بھی ہدایت کرنیوالے کے ہیں۔

میر اور پیر

"میر اور پیر" یہ مختصر سا جملہ عموماً اکٹھا بولا جاتا ہے۔ تو ریشے غلط العوام مشہور میراثی قوم کا آدمی جب آپس میں یا سادات سے ملتے ہیں۔ تو "میراں پیراں کی خیر" کا جملہ ضرور بولتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ میر سے مراد قوم امیر عالم اور پیر سے مراد قوم سادات ہے۔ ان ہر دو اقوام کا میر صاحب کے نام سے اور پیر پیر یوں اکٹھا بلایا جانا ان کی قرابت نسبی ظاہر کرتا ہے۔ اگر ان کا کوئی گہرا تعلق نہ ہوتا۔ تو یہ اکٹھے نہ بلائے جاتے۔ یہ دونوں اقوام کلمہ گو مسلمان اور عربی الاصل نام رکھتی ہیں۔ بلکہ دونوں اقوام عربی الاصل ہیں۔ ان دونوں قوموں کی باہمی قربت و مناسبت بہت زیادہ ہے کیونکہ عام طور پر جن دو چیزوں کے نام اکٹھے بلائے جاتے ہیں۔ ان کا آپس میں بہت زیادہ قرابت کا تعلق ہوتا ہے مثلاً روٹی پانی۔ حقہ تمباکو۔ پلنگ بستر۔ (پنجابی: منجی بسترا) پلنگ پیڑھی (پنجابی منجی پیڑھی) رات دن وغیرہ اسی طرح میر پیر اکٹھا بلایا جاتا ہے۔ علاوہ اس کے ان چیزوں کی ترتیب بھی قابل غور ہے جس ترتیب سے کوئی چیز بنی ہے۔ یا جس ترتیب سے کسی چیز کی ضرورت پڑتی ہے اسی ترتیب سے اُن کے نام بلائے جاتے ہیں۔ مثلاً روٹی دستر خوان پر پہلے رکھی جاتی ہے۔ اور پانی بعد میں روٹی کو پہلے کھاتے ہیں اور پانی کو بعد میں پیتے ہیں۔ حقہ پہلے لایا جاتا ہے اور تمباکو بعد میں۔ پلنگ پہلے بچھایا جاتا ہے۔ اور بستر بعد میں۔ پلنگ پہلے بنا جاتا ہے اور پیڑھی بعد میں۔ ان کی تصدیق اور تائید خدا کے اس حکم سے ہوتی ہے کہ رات خدا نے پہلے بنائی ہے اور دن بعد میں۔ چنانچہ قرآن کریم کے پارہ تیس میں سورہ نبا میں اللہ فرماتا ہے۔ وجعلنا اللیل لباساً وجعلنا النهار معاشاً اور ہم نے رات بنائی ہے آرام کیلئے اور دن بنایا روزگار کیلئے ہو سکتا تھا کہ اس آیت کی ترتیب میں دن کو پہلے اور رات کو بعد میں بیان کیا جاتا لیکن چونکہ خدا نے رات کو پہلے اور دن کو بعد میں بنایا

ہے۔ اسلیے اس کا بیان بھی اُسی ترتیب سے کیا ہے۔ اس مختصر سی بحث سے میری غرض یہ ہے کہ جس اہل ترتیب سے کوئی چیز بنتی ہے۔ اسی ترتیب سے اس کا نام لیا جاتا ہے "میر پیر" میں لفظ میر پہلے اور پیر بعد میں آتا ہے جس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ میر ہندوستان میں پہلے اور پیر بعد میں آئے نیز میر عوام سے پہلے اور پیر بعد میں متعارف ہوئے۔

میر کا پیر سے تعلق

(۱) میر پیروں یعنے سادات کی نسب دانی کرتا ہے (۲) پیروں کے ساتھ ہمیشہ بطور خلیفہ رہتے ہیں۔ نسابی۔ سید عرب کی ایک برگزیدہ اور قابل احترام قوم ہے۔ عرب اپنے راوی یعنی نساب ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے جس کی تفصیل بحوالہ کتب تواریخ معتبر تاریخ القریش حصہ اول میں درج کی جا چکی ہے۔ ہند میں سادات کو کوئی جاننے والا نہ تھا بلکہ اسلام کے پکے دشمن تھے۔ ایسی حالت میں یہ ناممکن تھا کہ کوئی ہندوستانی قوم ان کی نسب دانی کرتی۔ یوں بھی مفتوح قوم فاتح قوم کی نسب دانی نہیں کر سکتی ہے۔ اور نہ ہی ان کے انساب کو جان سکتی ہے۔ جب مفتوح قوم کو فاتح قوم کی ملک میں سے سیکھنے بلکہ جاننے کا ہی موقع نصیب ہوا ہے تو وہ عربی قوم کے انساب کو کیسے جان سکتی تھی۔ اس امر کا ثبوت کہ آیا واقعی میر پیروں یعنے سیدوں کی نسب دانی کرتے ہیں۔ رواج و دستور روزانہ کے مشاہدہ و تجربہ کے علاوہ تاریخ اقوام پنجاب مصنفہ سر ایچ گیگن سے ملتا ہے۔ چنانچہ صفحہ ۱۰۲ پر لکھا ہے۔ کہ مثال کے طور پر صوبہ پنجاب میں چار شاخوں غوری۔ کھرپایہ۔ مٹھا ملوہ گربل میں تقسیم ہو گئے جو بمعہ دیدن۔ برد۔ اور ساگ کے سیدوں کے میراثی ہیں۔ پنجاب کے تمام اضلاع میں جہاں سادات اچھی حالت میں ہیں کی نسب دانی میر کرتا ہے۔ بلکہ صوبہ یوپی وغیرہ میں بھی عام طور پر یہ رواج و دستور پایا جاتا ہے یوں بھی تسلیم کرنا پڑیگا کہ قوم کی نسب دان ان ہی میں سے ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ ابن خلدون اپنی تصنیف جلد اول صفحہ ۸۹ پر لکھتا ہے کہ بنی اسمٰعیل کے نسب دان بنی اسمٰعیل اور بنی اسرائیل کے بنی اسرائیل تھے۔ چنانچہ ہندوستان میں قدیم زمانہ سے ہی یہ مثل پائی جاتی ہیں۔ یہ ملک راجپوتوں کا ملک ہے یہاں کی زراعت پیشہ اقوام کے نسب اس عربی الاصل قوم یا میراثی انساب کی آمد سے پہلے بھاٹ بہاسی اور ڈوم رکھتے تھے۔ جو نسبی طور پر بذات خود راجپوت ہیں۔ جیسا کہ تاریخ القریش حصہ اول اور آئینہ قریش میں مدلل طریق پر ثابت کیا جا چکا ہے چنانچہ مکلیگن صاحب ایچ ڈی مردم شماری پنجاب اپنی رپورٹ راجپوت قومیں کے ضمن پر میراثی قوم کے عرب الاصل ہونے پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ چونکہ میراثی بھاٹ کہلاتے ہیں یا غالباً ڈوم اس سے مراد یہ ہے کہ ہندوؤں میں جو اس قوم کی طرح نسب دانی کرتے ہیں۔ وہ بھاٹ اور ڈوم تھے چنانچہ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ ہم نے راجپوتوں کے انساب ان کے پرانے نسابوں یعنے میراثیوں سے حاصل کیے "جو نسل کے راجپوت ہیں۔ چنانچہ چوہڑوں کے نسب دان انہیں میں سے ہیں۔ اور ان کے نسب دان کی گوت اپنے ججمانوں یعنی گوتوں سے ملتی ہے یعنی جو گوت چوہڑے ججمان کی ہے وہی انکے نسب دان کی ہے۔ اور چونکہ چوہڑے کی تمام گوتیں راجپوتوں سے ملتی ہیں اسلیے تسلیم کرنا پڑیگا کہ اُن کے نسب دان بھی راجپوت ہیں۔ ان

حالات کے ہوتے ہوئے یہ امر پایۂ ثبوت تک پہنچ جاتا ہے۔ کہ ہر قوم کے نسب دان ان ہی میں سے ہوا کرتے ہیں۔ جیسا کہ آئینہ قریش میں ثابت کیا گیا ہے نیز یہ ناممکن ہے۔ کہ عرب النسل فاتح قوم سید تو قریش کے چند ہی نفوس کہے جا سکتے ہیں کے نسب ہندوستانی ہوں۔ بلکہ یہ تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ ان کے نسب بھی ان ہی میں سے یعنی خاندان قریش ہی سے [illegible] بوجہ کثرت [illegible] جماعت کو باعث انسان نے تقسیم کار کر دیا ہوا ہے! اسلئے بعض نسابوں نے بعض ان کے پیشوں یا حجام ان کی حیثیت اختیار کر گئے ہیں۔ لیکن در حقیقت یہ اسی طرح سے ایک ہی پیشے کے قبیلے ہیں جسطرح راجپوت اور بھاٹ [illegible] وغیرہ جنکی تفصیل آئینہ قریش میں صحیح کر دی گئی ہے۔

خلیفہ۔ خلیفہ کے معنے نائب کے [illegible] پیرو [illegible] بعض سادات کے ساتھ خلیفے بحیثیت نسب دان بھی ہوتے ہیں عرفی اور [illegible] قبیلے کا نائب مندوب [illegible] ہو سکتا ہے اور یوں بھی خلافت خاندان قریش تک محدود تھی۔ جسطرح نبی کریم کا الائمۃ من القریش کے حکم پاک کے ماتحت حضورؐ کے بعد سوائے قریش کے خلیفے یعنی نائب و جانشین رسالت خلافت نہیں ہو سکتے تھے اسی طرح حضورؐ کی آل کی خلافت کے خلیفہ سوائے قریش کے نہیں ہو سکتے تھے۔ اور اگر بیعت فقہی لحاظ نگاہ سے سادات بحکم رسول اکرمؐ کر دیں۔ ورنہ اسی طرح کی بیعت ہے جسطرح حضورؐ اپنی امت کو لیتے تھے جو بعد میں حضورؐ کی آل نے لینی شروع کر دی۔ تو آل کیلئے فرض ہی ہے۔ کہ وہ آقائے نامدارؐ کے اس حکم پاک کو ہر وقت نگاہ میں رکھیں جسکے ماتحت خلافت خاندان قریش میں ہی رہ سکتی ہے۔ اور اگر وہ اسکو ملحوظ نہیں رکھتے یا اگر وہ یہ کہیں کہ ہمارے خلفاء کا قریشی ہونا ضروری نہیں ہے۔ تو پھر یہ ان کو ماننا پڑیگا۔ کہ یا تو حضورؐ کی یہ بیعت بھی ضروری نہیں ہے اور اگر بیعت ضروری ہے تو خلافت کا قریشی خاندان میں رہنا لازمی ہے۔ ورنہ حکم رسولؐ کی خلاف ورزی ہوگی۔ اور شیعہ سنی کا جھگڑا کا خاتمہ ہو جائیگا۔ جس پر اہل السنۃ کا اجماع ہے یا حضورؐ کی بعد وصیت کے مطابق خلیفہ اول حضرت علیؓ ہو سکتے تھے۔ اور آخر الذکر [illegible] اہل تشیع کی یہی وصیت تھی جسکے ماتحت سب سے اول حضرت ابوبکر صدیقؓ بعد میں عمرؓ و عثمانؓ اور چوتھے درجہ پر سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ وارث خلافت ہوئے یہ سب جھگڑا صرف وصیت کا ہے۔ اہل تشیع اصحاب ثلاثہ کو بعض [illegible] وصیت دیتے ہیں۔ کہ ان کے ایمان اور اعتقاد کے مطابق انہوں نے وصیت پر عمل نہیں کیا تھا۔ اسی صورت میں اگر سادات یہ کہیں کہ ہمارے خلفاء کا قریشی ہونا لازمی نہیں ہے تو ہم یہ علی الاعلان کہینگے۔ کہ آپ نے ہندوستانی خلفاء بنا کر وصیت نبوی کی خلاف ورزی کی ہے جسکی تنسیخ کیلئے بجز اسکے ان کے پاس کوئی دلیل نہ ہوگی بلکہ ان کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ واقعی [illegible] خاندان قریش ہی سے تعلق رکھتی ہے۔ اور اس وجہ سے یہاں کے خلیفے چلے آ رہے ہیں۔ چنانچہ رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے [illegible] اس امر کا مطالبہ کیا تھا۔ کہ ایک خلیفہ امیر قریش اور ایک ہم میں سے ہوا کرے۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ طویل تقریر میں یہ ارشاد فرمایا تھا کہ امیر خلیفہ امامت کا صرف قریش ہی میں سے ہی بن سکتا ہے لوگ صرف قریش کو ہی حاصل ہے۔ لہذا انصار کا مطالبہ کسی صورت میں پورا نہیں ہو سکتا ہے۔ ان دلائل سے صاف واضح ہوتا ہے۔ کہ بحیثیت سادات نسب دان اور خلیفہ ہونے کے یہ قوم قریشی النسل ہے۔

میر کی ہمرکابی

میر میر کے ہمیشہ ہمرکاب رہتا ہے۔ سید دین کے آنے سے پہلے میر اس ملک میں آباد تھے اور اپنے زہد و تقویٰ کے لئے لوگوں کے لئے مرجع بنے ہوئے تھے۔ لوگ انکو انتہائی عزت و توقیر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ انکے آداب بجا لاتے۔ چاپا پانی یا لکھنی کی چوکی پر پیڑھا بچھا کر ان سے دعائیں خواستگار ہوتے۔ اور بددعا سے ڈرتے تھے۔ چنانچہ جب ہندوستان میں صوفیائے کرام کا ورود مسعود ہوا۔ تو خاندان سادات کے روشن چراغ کا اس قوم میر نے یہاں کی پبلک سے تعارف کرایا۔ ان کے آباء و اجداد کی زندگی پرہیزگاری زہد و تقویٰ سانحات اہل بیت کی فضیلت اور ان کا رسول مقبول سے نسبی تعلق حضرت علی اور خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرہ سید الشہداء کے پاکیزہ کارناموں کا پروپیگنڈا کیا۔ اور یہاں کے بت پرستوں کے دلوں پر ان کی صحیح وقعت کا نقشہ جمایا۔ یہ تھا اس قوم میر کا ایمانی فرض تھا جو اسنے پورا کیا۔ اگر خود سادات اپنے متعلق کچھ بڑائی بیان کرتے۔ تو اسکو اتنی وقعت نہ دی جاتی۔ اور یہی اپنے منہ میاں مٹھو بنتے والی بڑائی تصور کی جاتی۔ اپنے متعلق اصل حالات بیان کئے جا سکتے ہیں۔ اور اگر کوئی ایسا کرے تو لوگ اسے میر پڑا کہہ دیتے ہیں۔ اور اسکی کسی بات کو ماننے کیلئے تیار نہیں ہوتے ہیں۔ خواہ وہ کستوری عنبر اور زیگ کیوں نہ ہو۔ ابتدائی پروپیگنڈا یعنی نشر و اشاعت کرنے کیلئے کسی دوسری قوم کا ہونا ضروری تھا۔ چنانچہ اس غرض کو یہی قوم دے سکتی تھی۔ جو سادات کی ہر قول و فعل سے واقف تھی اور واقفیت کیلئے نہایت ضروری ہوتا ہے کہ وہ ان کے ہم وطن بلکہ ہمسایہ و قرابت دار رہیں۔ بلکہ صرف ہم وطن ہونے سے دوسری قوم کے متعلق ہم وہ کمالات نہیں جان سکتے ہیں جیسے کہ کسی قوم کو غیر ممالک میں جا کر اپنے ہم ملک تمام اقوام کی تعریف کرنی پڑتی ہے تو نہیں کر سکتے۔ ایک شہر کی اندر تمام آباد اقوام کو انسان اچھی طرح نہیں جان سکتا ہے۔ بلکہ اچھی طرح جاننے کیلئے قرابت کا ہونا زیادہ لازمی ہوتا ہے۔ چنانچہ سادات کی یہ قرابت دار قوم ان کو اپنا بیٹے یکرانتہ بانگ جاتی تھی۔ کیونکہ درحقیقت ایک ہی قبیلہ تھا۔ تفریق بعض واقعہ کربلا کے بیٹے نے پیدا کی تھی۔ محمد رسول اللہ صلعم قریشی تھے۔ حضرت علی قریشی۔ حضرت فاطمۃ الزہرہ قریشی تھیں۔ لازمی تھا نہ قریشی والدین کی اولاد بھی قریشی ہوتی جیسا کہ واقعی قریشی تھی۔ فرق یہ تھا۔ کہ واقعہ کربلا نے حضرت حسین کو سید الشہداء کا درجہ دیا تھا۔ جسکے بعد یہ ایک الگ قوم بنی۔ بیلہ مشہور ہوا۔ اور نہ واقعہ بہ ان بزرگان دین کے پاکیزہ کارنامے اس امر کو متقضی تھے۔ کہ باقی تمام مخلوق سے ان کو خاص درجہ دیا جاتا۔ مگر اس سے انکار نہیں ہو سکتا ہے۔ کہ قریش اور سادات نسبی طور پر درحقیقت ایک ہی چیز ہے۔ لیکن باقی قریش سید کہلانے کے مستحق نہیں۔ اس بحث سے میری غرض یہ تھی۔ کہ یہ قبیلہ قریش ہی تھا جس نے سادات کا صحیح پروپیگنڈا کیا۔ یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ اگر سادات کا پروپیگنڈا کرنیوالی یہ شیریں کلام و راست گو قوم نہ ہوتی۔ تو ان کو بھی باقی قریشیوں سے بڑھکر رتبہ نہ دیا جاتا۔

دوسرے ممالک میں دیکھ لیجئے وہاں سید کی یہ قدر نہیں ہے۔ جو ہندوستان میں ہے۔ بلکہ ہند کے بھی ان حصوں میں جہاں قوم میر موجود ہے۔ یو۔پی۔ سے بائیس پی۔ بہار اڑیسہ گجرات کاٹھیاواڑ دکن میں چونکہ قوم میر نہیں پائی جاتی ہے اسلئے ان علاقوں میں ان کی وہی حالت ہے۔ جو دوسری قوموں کی ہے۔ میر قوم سے رشتہ ناطہ کر لیتے ہیں۔

اور عوام کی نظر میں کوئی خاص عزت نہیں ہے بلکہ ان کا کوئی ... پیشہ یا شعر (جوتشی) کا کام کرتے ہیں۔ اور یا تو امامت یا شاعری کی دم کہیں کہیں ہوا کرتی تھی۔ صرف پنجاب یوپی سندھ اور سرحد ایسے صوبے ہیں۔ جہاں سلسلہ کی لڑکی سے نکاح کرنا عیب اور گناہ خیال کرتے ہیں۔ بلکہ ان لوگوں کا ایمان ہے۔ کہ سید ایک قوم اور ہم گنہگار آدمی ہیں۔ تو اسلام میں تمام مسلمانوں کا آپس میں نکاح کر لینا جائز ہے۔ مگر ہم احترام اور ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایسا نہیں کریں گے۔ ... سادات سے یہ دریافت کرتا ہوں کہ یہ چیز ان صوبوں میں کیسے پیدا کی۔ صرف اس قوم نے۔ اگر یہ فضیلت سادات کو اپنے بل بوتے پر اور کرامات کی وجہ سے حاصل ہو سکتی تھی۔ تو تمام دنیا میں ہونی چاہئے تھی لیکن صرف اسلئے ایسا نہیں ہے۔ کہ وہاں ان کے ہمرکاب قدم نہیں ہے۔ جہاں ان کی صحیح قوت کا نقشہ کھینچتی۔ اور نہ ہی دوسری اقوام ان سے واقف ہیں یہی وجہ ہے کہ ان صوبوں کے سید عام طور پر اس قوم کے آدمیوں کو اپنے ہمرکاب ضرور رکھتے ہیں۔

محرم اور مرثیہ خوانی

محرم کی تقریب سادات پر گو کسی کو بلحاظ عقائد اختلاف ہو لیکن یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ اس موقعہ پر پیر اور میر کے گھر دیکھیں خاص طور پر ماتم ہوتا ہے۔ اور محرم کی مجالس ماتم اور مرثیہ خوانی محض ان دو قوموں کے گھر سے ہوتی ہے۔ دوسرے لوگ بطور تماشائی کے شامل ہوتے ہیں لیکن جو حقیقی درد اور غم ان دو قوموں کو ہوتا ہے کسی اور قوم کو نہیں ہو سکتا ہے۔ اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ امام کی مصیبت اسی طرح محسوس کرتی ہے جس طرح ... ان پر ہی آیا ہو ... کا آپس میں قرابت کا تعلق ہے۔ اسلئے یہ اس غم میں بالکل برابری کے شریک حال ہوتے ہیں۔ اس تقریب کی صحیح شان صرف اسی قوم کی مقبولیت ... ہے۔ جو واقعات کربلا کو سننے کو رقت آمیز لہجہ میں بیان کرکے سنگدل سے سنگدل انسان کو بھی تڑپا دیتے ہیں۔ تمام سندھ میں اس قوم کے سوائے کوئی قوم مرثیہ خوانی نہیں کرتی ہے۔ اب آپ ایمانداری سے فیصلہ کریں کہ کیا ہندوستان کی کوئی قوم واقعات کربلا کو جان سکتی تھی۔ اور اگر جان سکتی تھی۔ تو مسلمانوں کی آمد سے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس ابتدائی آمد کے موقعہ پر بیان کرنے والے کون تھے۔ وہ یہی تھے جو اس وقت بیان کرتے ہیں۔ دوسری قومیں اگر بیان ... حقیقی دکھ بھی اس رقت اور درد کو بیان نہیں کر سکتی تھی۔ پنجابی میں مثل مشہور ہے۔ جس تن لگے وہی تن جانے۔ کون بیگانی درد پچھانے روزانہ کے تجربات اور مشاہدات سے اندازہ لگا لیجئے۔ ہر روز کئی ماتم آپکی نظروں سے ہوتے ہیں۔ محلہ اور شہر کے واقف کار مرد و عورت تعزیت خوانی کیلئے آتے ہیں لیکن جو درد گھر والوں اور مرحوم کے نزدیکی قرابت داروں کو ہوتا ہے۔ باقی لوگوں کو نہیں ہو سکتا ہے۔ رسم پوری کرنے کیلئے دوسرے بین کا اظہار کرتی ہیں لیکن قرابت داروں کے ... دوسری عورتوں کے آنسو بھی نہیں گرتے ہیں۔ چنانچہ یہی اپنے اور بیگانے کی پرکھ کا معیار ہے۔ اسی قوم کو اس تقریب میں ... خاص دکھ ہوتا ہے۔ کہ ان کا ان بزرگان دین سے نسبی تعلق تھا جو سید ہونے کی حیثیت سے بلکہ قریش ہونے کی حیثیت سے خواہ وہ علوی قریشی بعض اولاد محمد حنفیہ ہوں۔ یا اولاد حضرت عکاشہ بن محصن ہوں۔ اس قوم کو جو محض تعصب کی نگاہ سے ... کرے گا۔ سے صحیح تو خود بخود نظر آجائیگا۔ ... انکا نام رکھینگے تو ...

نام پر قسم کھائیں گے تو حسینؓ کی۔ تعریف کریں گے تو حسینؓ کی۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ حد سے بھی تجاوز کر جاتے ہیں۔ کیونکہ عشق حقیقی ایک ایسی چیز ہے۔ کہ وہ حدود احتیاط کا خیال ہی نہیں رہنے دیتا ہے۔ خوش اعتقادی ایک ایسی کڑی زنجیر ہے۔ کہ اس میں جکڑا ہوا نشیب و فراز احتیاط و تجاوز کی پرواہ نہیں کرتا ہے۔ اس قوم کا وہ طبقہ جو مذہبی نقطۂ نگاہ سے محرم کو اس طریق پر منانے کے خلاف ہے۔ اہل بیعت کی حقیقی محبت سے خالی نہیں ہے۔ بلکہ خدا اور رسول صلعم کے بعد اگر کسی سے عقیدت رکھتا ہے تو بعض اہل بیعت سے۔ بلکہ تمام قوم اہل بیعت کے نام پر جان دینے تک تیار ہو جاتی ہے۔ اب آپ فیصلہ کیجئے کہ کیا ہندوستانی قوم کو بھی اسقدر خوش اعتقادی ہو سکتی تھی۔ اگر ہو سکتی تھی تو کوئی ایسی قوم بتادیجئے جو اسقدر معتقد ہو۔ اگر کسی اور قوم کو اہل بیعت سے محبت ہے۔ تو محض ان کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر جیسا کہ طوائفیں۔ طوائفوں کا گروہ محض اسلئے اس تقریب محرم کو خوش اعتقادی اور محبت و خلوص سے مناتا ہے۔ کہ ان کے استادوں یعنی قوم میر کے موسیقی دانوں نے ان کے دلوں میں سید الشہداء کی صحیح محبت بھر دی ہوئی ہے۔

اس تمام بحث سے میری غرض صرف یہ ہے۔ کہ اس تقریب محرم کو اس قوم کا زیادہ محبت و خلوص سے منانا اس امر کا بیّن ثبوت ہے۔ کہ اس قوم کا اہلِ بیعت یعنی سیدوں سے نسبی قرابت داری کا تعلق ہے۔

اتباعِ رسول

جب تک میروں میں اتباع رسول ؐ کا مادہ پایا جاتا تھا یہ قوم بھی متقی، پرہیزگار، اولیاء اللہ تھی۔ چنانچہ جہاں کہیں آپ کو اولیاؤں کے مزار ملینگے۔ زیادہ تر ان ہر دو اقوام کے ہی ہونگے۔ اور عموماً اکٹھے پائے جاتے ہیں۔ صوبہ پنجاب اور سرحد یو۔ پی میں اس قوم کے اولیاؤں کے بیشمار مزار موجود ہیں۔ شہروں میں یہ دونوں قومیں عموماً ایک ہی محلہ میں رہتی ہیں۔ غرضیکہ ہر رنگ میں یہ دونوں اقوام اکٹھی پائی جاتی ہیں۔ صوفیائے کرام کی مجالس کو پر رونق بنانے ان پر توحید و رسالت کے وجد طاری کرنے اور صوفیائے کے مواعظ حسنہ کی منظوم ترجمانی کرنے کے لئے میر ہر وقت برسر کار رہا کرتے تھے۔ کتاب چشتیاں مصنفہ علاؤ الدین برنالوی متوفی سنہ ۱۰۸۰ھ زبان فارسی کے قلمی نسخہ میں لکھا ہے کہ اس قوم کا قوال طبقہ صوفیاؤں کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ متقی اور پرہیزگار اور واعظ تھا۔ اولیاء اللہ کی مجالس میں سماع فرمانا اور اولیاء کی مجالس میں جانا عین خیال کیا کرتا تھا۔ لیکن جب سے کچھ طبقہ سادات نے اتباع رسول سے توبہ اختیار کر کے کتوں سے شکار کھیلنا۔ [illegible] عیش و عشرت میں مشغول رہنا اپنا شعار بنالیا ہے۔ تب سے اس قوم کا وہ ناخواندہ حصہ جو ابتک اکثر کا تقلید چلا آیا ہے۔ گمراہی کا شکار ہو گیا ہے۔ اور جن جن صوبوں میں سادات کا گمراہ طبقہ بستا ہے۔ وہی عیب اس قوم میں پائے جاتے ہیں۔ اس قوم کے ناخواندہ طبقہ کی خوش اعتقادی نے ان کی دین و دنیا کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ چنانچہ بقول شاعر ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

کی صداقت دنیا سے نیست و نابود ہو رہی ہے۔ میں اعتقادی درجہ اس حد تک تجاوز کر گیا ہے۔ کہ یہ سید انسان خواہ انتہائی درجہ کا زانی شرابی اور قمار باز ہو لیکن اپنے آپ کو سید کہتا ہو تو یہ قوم اس کے تمام اعمال بد کو اپنی نظر سے دیکھتی ہوئی بھی عزت و توقیر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اور اسے اپنے ایمان کا جزو تصور کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ہمیں ان کے اعمال کی ضرورت نہیں۔ انکی سزا اور جزا خدا تعالیٰ سے وہ خود لیں گے لیکن ہم تو اسلئے ان کا احترام کرتے ہیں۔ کہ یہ سید الشہداء حضرت حسینؓ کی اولاد سے ہیں۔ گو نہی اعتقاد گناہ ہے۔ یہ بیہودہ عقیدہ دین کے منافی ہے۔ لیکن ان کی خوش اعتقادی کی حد درجہ اور دینی پرستی ہے۔ ہندوستان کی کوئی قوم اس حد تک سیدوں کی خوش اعتقاد نہیں ہے۔ اسکی وجہ صرف یہی ہے کہ آج تک اس قوم کے بزرگ سادات قوم کے قابل احترام بزرگوں کے پاکیزہ کارناموں سے واقف تھے۔ اور وہ کارنامے ان کے سینہ بسینہ پشت بہ پشت چلے آتے تھے۔ اسلئے خواہ وہ اتباع رسول سے کوسوں دور ہیں۔ لیکن پھر بھی عزت و عقیدت کی نگاہ سے دیکھتے اور ان کی ثناخوانی کرتے تھے۔

نشوں کی مار

اس قوم کا وہ ناخواندہ طبقہ جس کا ذکر کیا جا چکا ہے مختلف اقوام کے نشوں مثلاً بھنگ چرس کا بری طرح شکار ہو رہا ہے۔ اور اس طبقہ بد نصیب کی بربادی و تباہ حالی تمام قوم کیلئے بدنامی کا موجب بن گئی ہے۔ معترض ان کی اس حرکت بد کے باعث تمام قوم کو مطعون کرتے ہیں۔ لیکن اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا ہے۔ کہ یہ مہلک مرض جو دین و دنیا کی زندگی سے الگ کر کے موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے اس قوم کو سیدوں کی طرف سے عطا ہوا ہے۔ کون نہیں جانتا۔ کہ اسوقت تمام پنجاب اور سندھ میں قوم سادات کا اکثر حصہ بھنگ چرس کے بدترین نشوں میں سرشار نظر آ رہا ہے۔ اور سادات کی نوازشات و عنایات کا ہی نتیجہ ہے کہ یہ نشے میری قوم میں بھی بہت بری طرح سے دخل کر چکے ہیں۔ چونکہ میری قوم سادات کی ہمیشہ سے بہت عزت کرتی ہے۔ جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے۔ اسلئے جب کبھی سید بھنگ اور چرس پیتا ہے تو وہ اپنے خلیفہ کو بھی مجبور کرتا ہے۔ چونکہ پیر پرست طبقہ اس خیال سے کہ اگر نعوذ باللہ پیر و مرشد کے حکم کی تعمیل نہ کی۔ تو شاید عذاب میں نہ مبتلا ہو جائیں۔ ان کا حکم مان لینے کیلئے مجبور ہو جاتے ہیں۔ اسلئے یہ قوم بھی سادات کی اس پیشکش سے انکار کرنا معیوب خیال کر کے تعمیل ارشاد کیلئے ہمہ تن تیار ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اگر یہ قوم ان کا کہا نہ مانتی تو دوسرے لوگوں کی طرح بد اعتقاد بن کر یہ انہیں ہو سکتا ہے اس رویہ کے طرز عمل کا نتیجہ یہ نکلا ہے۔ کہ اس قوم کا وہ طبقہ جو بطور خلیفہ یا معتقد ان کے ساتھ رہتا تھا نشوں میں غرق ہو کر دین و دنیا سے بالکل الگ تھلگ ہونے کے علاوہ بربادی و خواری

کی آخری منزل کو پہنچ گیا ہے۔ جہاں اس سے انکار نہیں ہو سکتا ہے کہ یہ تمام نشے اس قوم نے سادات سے حاصل کئے ہیں۔ حالانکہ یہ بھی ماننا پڑتا ہے کہ بدقسمتی سے وہ مسلمان ان خلیفوں کی خوش اعتقادی سے متاثر ہو کر تباہ ہو رہے ہیں۔ گویا اسوقت تمام نشے بازوں کی ذمہ داری سادات کے اس گروہ کے سر ہے جو اسلام سے ہزاروں کوس دور ہیں۔ کیونکہ اگر کوئی مرید یا خلیفہ انکار کرتا تھا تو پیر صاحب فوراً ارشاد فرما دیتے تھے کہ مرید یا خلیفہ پی جاؤ۔ یہ وقت تم پر خاص رحمت کا ہے۔ اور تم پر رحمت ہو رہی ہے فقیر کا دریائے نوازش و عنایت خاص طغیانی میں آیا ہے۔ بس اسکے پی لینے سے تم مراتب علیائی داخل ہو جاؤ گے" یہ وہ باتیں تھیں جنہوں نے سادہ لوح ایماندار طبقہ کو جناب سادات کرام سے تباہ کرا دیا ہے۔ گویا تھا کہ پیر صاحب ایسے شریف خلیفہ کی شرافت سے جائز فائدہ اٹھاتے تھے۔ جو اسکے زانی اور شرابی ہوتے ہوئے بھی اسے محض اسکے بزرگان سلف کی وجہ سے عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ [illegible] بجائے گمراہی کے نیکی کی طرف راغب کرتا۔ اور اگر اسکا پاؤں کہیں پھسلنے لگتا تو فوراً اسے ڈانٹ ڈپٹ [illegible] اپنی اولیائی سے [illegible] رکھتا۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس خوش اعتقادی نے اس ایماندار قوم پیر عالم کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ جو حضرت حسینؓ کی ذات پر قربان ہو جانا اپنا ایمان سمجھتی ہے چنانچہ اسی کا نتیجہ ہے کہ اب یہ دونوں قومیں عوام کی نظر میں حقیر اور ذلیل نظر آ رہی ہیں۔ اور عوام ایسے لوگوں کو جو حلال بعیت افعال سے جہنم کے خریدار بن رہے ہیں۔ بنظر حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اگر عزت و حرمت تھی۔ تو دونوں قوموں کی [illegible] تھے۔ تو دونوں۔ لوگ عقیدت رکھتے تھے تو دونوں سے لیکن اگر آج حقیر سمجھے جاتے ہیں۔ تو دونوں ہی ایک دوسرے سے الگ نہیں ہو سکتے ہیں۔ کسی دانا نے خوب کہا ہے۔ کہ "ہر کمالے را زوالے"

دین و دنیا

پیر کا کام ہے کہ وہ اپنے معتقدوں کی دین و دنیا کو درست کر دے۔ سرور کائنات شاہ دو جہاں محمد رسول اللہ صلعم نے تمام دنیا کو صرف جہالت کے گڑھے سے ہی نہیں نکالا ہے۔ بلکہ کلمہ گویاں یعنی بیعت کرنے والوں کی دین و دنیا کو سنوار دیا ہے۔ جہاں توحید و رسالت کے بیش قیمت موتیوں سے امت کی قلبی جھولیاں بھرپور کر دی تھیں۔ وہاں اپنی امت کو تمام دنیا کا حکمران بھی بنا دیا تھا۔ یہ تو اسوقت بھی اسے پیر ماننے کو تیار ہوں۔ جو اپنے مرید اور خلفاء کو بجائے اسکے کہ گمراہ کرے جب الکفر و شرک سے نکال کر سچا مسلمان بنا دے۔ اور انکی تمام دنیاوی مصائب میں انکا مددگار ہو۔ انکے دین کو درست کرنے کیلئے احکام خداوندی سنائے۔ دعائیں کرے۔ اور انکی دنیا کو بہتر بنانے کیلئے اپنا لہو پسینہ ایک کر دے۔ اور جو اس کے خلاف کر رہے ہیں۔ بس ایسے پیر

سمجھنا عیب خیال کرتا ہوں۔ محمد رسول اللہ صلعم نے نمازی۔ روزہ دار۔ حاجی۔ زکوٰۃ کے ادا کرنیوالے پابند شریعت کو زمین کے محلوں پر تلے بٹھا کر دنیا کا بادشاہ بنایا تھا۔ مال غنیمت حاصل کر کے امت میں تقسیم کئے۔ غلاموں کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا۔ اگر ایک منزل خود اونٹ پر سوار ہو کر غلام کو باگ پکڑائی ہے۔ تو دوسری منزل غلام کو اونٹ پر سوار کر کے خود حضورؐ نے باگ پکڑی ہے۔ اگر ایک مسلمان بھی بھوکا ہے۔ تو دو جہاں کے بادشاہ بھی پیٹ پر پتھر باندھ کر بیٹھے ہیں۔ اور آخر میں اس تمام مفلسی و ناداری اور تنگی کو دولتمندی سے بدل دیتے ہیں لیکن میں ان نشہ باز پیروں سے دریافت کرتا ہوں کہ آپ نے اپنے مریدوں کی اور کنار خلفاء کی جو ہمیشہ تمہاری ثناخوانی کیا کرتے ہیں۔ اور تمہاری زندگی بناتے بناتے خود تباہ و برباد ہو گئے ہیں۔ کہاں تک دین و دنیا درست کی ہے؟ درست نہیں البتہ تباہ ضرور کی ہے۔ دین اسلئے تباہ کیا ہے۔ کہ اُسے بے نماز۔ بے روزہ بنا کر اور طرح طرح کے نشوں میں غرق کر کے برباد کیا ہے دنیا اسلئے برباد کی کہ اُسے ہر وقت ہمرکاب رکھا خود نشے میں سرشار رہے۔ خلیفہ کو بیہوش رکھا اور اُسے بال بچوں کی پرورش کیلئے ہاتھ پاؤں ہلانے کے قابل نہ چھوڑا۔ اُسے حقیر جانا۔ اپنے مقابل میں نہ بیٹھنے دیا۔ اور اسکی تمام دنیاوی ترقیوں کا ہمیشہ کیلئے قلع قمع کر دیا۔ اور اس کی آئندہ نسلوں کو زندہ درگور کر دیا۔ جو پیر خلیفہ کو اپنے ساتھ بٹھانا ننگ خیال کرتا ہے۔ جو پیر یہ ایمان رکھتا ہے۔ کہ خلق تمام محض میری غلامی کیلئے پیدا ہوئی ہے۔ اسلئے اسے حقیر جاننا میرا فرض ہے۔ وہ پیر اسکی دنیا کو کہاں تک درست کر سکتا ہے۔ دنیا اس پیر نے درست کی تھی۔ جنہیں محمد رسول اللہ کہا جاتا ہے۔ لیکن یہاں اُلٹی گنگا بہہ رہی ہے۔ مرید خواہ گھر کا کٹورا گروی رکھے لیکن پیر صاحب کو نذرانہ ادا کرے۔ تاکہ اسکا بھنگ چرس اور شراب اور رنڈی کی محفل میں گذارہ ہو سکے۔ ایسے پیر جو مریدوں کو محض خدا کی مخلوق نہیں سمجھتے۔ جبکہ وہ خود ہیں۔ اور مریدوں کا باپ آدم علیہ السلام کے تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں۔ جو سب کا باپ ہے جن کا یہ ایمان ہے۔ کہ یہ نعوذ باللہ کسی اور خدا کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ اور انسان سمجھے جانے کے مستحق نہیں ہیں۔ اُن پیروں کو پیر تصور کرنا نہ صرف اپنے وجود بلکہ آئندہ نسلوں کیساتھ دشمنی اور خدا اور رسول کیساتھ غداری کرنا ہے یقین جانئے کہ ایسے لوگ جو خود گمراہ ہیں۔ اور خدا اور رسولؐ کی تابعداری سے منحرف ہیں اُن کی دعائیں تم پیالہ کا اثر کرینگی۔ اور کر رہی ہیں۔

قوم سے خطاب

اے میری سادہ لوح شریف النفس قوم! اٹھ خواب غفلت سے بیدار ہو۔ اور یقین جان کہ تیرے ایمان اور عزت کی وہی حفاظت کر سکتا ہے جسکے نفع و نقصان تمہارے ساتھ وابستہ ہیں۔ تم نے سب کی تعریف کی۔ سب کو بڑا بنایا۔ دعائیں دیں۔ اور دعاؤں سے خوشحال کیا لیکن دنیا میں کوئی قوم نہیں جس نے تیری تعریف کی ہو۔ جو تمہارے ذریعہ سے اٹھا اس نے تمہیں تباہ و برباد کر کے دم لیا لیکن باوجود ان تمام بربادیوں کے تم نے کروٹ نہیں بدلی۔ دنیا کی تمام قومیں ترقی کی منزل میں دوڑ دھوپ کر رہی ہیں لیکن تو ابھی تک غفلت کی شراب پی کر مدہوش پڑی ہوئی ہے۔ دنیا تجھے پاؤں تلے روندتی چلی جا رہی ہے۔ لیکن تو اپنی بہبودی پر توجہ نہیں دیتی ہے۔ خدا نے تجھے ترقی کرنے نیکی اور بدی میں تمیز کرنے کیلئے باقی دنیا کی نسبت اعلےٰ دماغ عطا کیا ہوا ہے۔ لیکن افسوس کہ اس سے الٹا کام لے رہی ہے۔ دنیا نے اسی دماغ کی امداد سے ہوائی جہاز۔ وائرلیس۔ ٹیلیفون اور کئی قسموں کی ایجادات سے نام روشن کر لیا ہے۔ لیکن تو نے اپنے اس قیمتی دماغ کا دوسروں کی زندگی بنانے اور اپنی ہستی کو مٹانے پر استعمال کیا ہے جسکے ساتھ تو لگی۔ اسے بنا دیا۔ وہ کونسی قوم ہے؟ جس نے تیری ذات اور قابلیت سے فائدہ نہیں اٹھایا ہے۔ گورو نانک کو کس نے بنایا؟ وہ تمہاری ہی قوم کا چشم چراغ بھائی مردانہ تھا۔ صوفیائے کرام کی شان کس نے بنائی وہ تم ہی میں سے ایک طبقہ تھا جو اپنے قوالی کے پر اثر اور روح پرور فن سے تڑپا دیتا تھا۔ اور کفار کو اسلام قبول کرنے پر آمادہ کر دیا کرتا تھا۔ اعلےٰ سے اعلےٰ اور بدترین سے بدترین طبقہ نے تمہارے نام اور کام سے فروغ حاصل کیا۔ عزت پائی۔ اور روپیہ کمایا۔ لیکن انہی نے تجھے حقیر جانا۔ اور اپنی تمام طاقت کو تمہارے برباد کرنے پر خرچ کیا۔ سب کچھ ہوا لیکن تم نے جہاں دوسروں کے بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ہے۔ وہاں اپنے آپ کو بے حال بنانے میں بھی کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ عزت و وقار حاصل کرنیوالی تمام طاقتیں تو نے دوسروں پر خرچ کر دیا ہے۔ اور اپنے پاس اب کچھ بھی نہیں ملتا ہے۔ اے قوم یاد رکھ اگر تمام ہند کی مہذب قومیں نشست و برخاست تہذیب و تمدن کا سبق تجھ سے حاصل کر سکتی ہیں تو تو بھی اپنے آپ کو دوبارہ اصلاح لانے کی طاقت رکھتی ہے۔ جس کام کو دنیا ایک

سال میں کر سکتی ہے۔ اُسے تو ایک مہینے میں کر سکتی ہے لیکن ضرورت صرف یہ ہے کہ تو خوابِ غفلت سے بیدار ہو۔ ہر ایک کی ثنا خوانی کرنے کی بجائے اپنی ہی ثنا خوانی کر۔ اپنے آپ کو دعا دے۔ اور جس طرح دوسروں کی شان کا سکہ جمانے میں محنت سے کام کیا ہے۔ اسی طرح اپنی قوم کی شرافت۔ بزرگی۔ عالی نسبی کی دھاک بٹھانے کیلئے اپنے عمل کو کام میں لا۔ جب تجھ میں یہ چیز پیدا ہو جائے گی۔ تیری زندگی ایک سنہری زندگی بن جائے گی۔ اور دنیا کی نظر میں تیرے وقار کو تسلیم کرنے کیلئے مجبور ہو جائیگی۔ جس دنیا کو تو اپنا سمجھے بیٹھا ہے۔ وہ تیری دشمن ہے۔ دنیا کی ساری تاریخ میں یہ فخر صرف اس فقیر پُر تقصیر کو حاصل ہے کہ اسکو تیری ثنا کرنے کا موقع ملا ہے۔ "میں اس پروردگار کا ہزار ہزار شکر کرتا ہوں جس نے مجھے غیر اقوام کی بجائے اپنی قوم کی ثنا خوانی کرنے پر مامور کیا ہے۔ میں اسی میں جنت سمجھتا ہوں۔ اور یہی میرا مذہب ہے۔ زندگی کی تمام گھڑیاں اسی میں گذارنا اپنا ایمان سمجھتا ہوں۔ اور رب العزت کی درگاہ میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اے خدا میری قوم میں بیداری اور عزت کا احساس پیدا کر۔ دشمنوں کے حملوں سے محفوظ رکھ۔ غیروں کی غلامی سے آزاد اور دین و دنیا کی دولت سے معمور کر۔ آمین ثم آمین۔ لیکن آپ کو بھی آخری پیغام سنانا چاہتا ہوں کہ ؎

میرے عالمو گر خواب میں سوتے ہی رہو گے — جب ہوش میں آؤ گے تو روتے ہی رہو گے
مٹنے کا نہیں داغ یہ دھوتے ہی رہو گے — کیا سود پشیمان تو ہوتے ہی رہو گے
ماضی کو بھلا کے کرو حال کی کچھ فکر
فردا کیلئے چاہیے اعمال کی کچھ فکر
ہاں کوئی جادو ہے تو دکھلاؤ کہ یہ وقت — میدان میں آنا ہے تو اب آؤ کہ یہ وقت
ہمت کرو اور قلب کو گرماؤ کہ یہ وقت — بگڑے ہوئے صدیوں کے ہو بن جاؤ کہ یہ وقت
لٹ جائے جو واپس وہ خزانہ نہیں آتا
گذرا ہوا پھر ہاتھ زمانہ نہیں آتا

مناظرہ

سوال:- قریشی غلط العوام مشہور میراثی کس کی اولاد ہیں؟

جواب:- اکثریت حضرت عکاشہؓ کی اولاد ہیں - اور چند قبائل حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد ہیں۔

سوال:- حضرت عکاشہؓ کون تھے؟

جواب:- آقائے نامدار سرور کائنات محمد مصطفیٰؐ کے دس اصحابیوںؓ میں سے تھے۔ تمام اصحابہؓ میں سے صرف آپ ہی کو مہر نبوت کا بوسہ لینے کا فخر حاصل ہوا تھا۔ اور ایک جنگ میں جبکہ حضرت عکاشہؓ کی تلوار ٹوٹ گئی تھی۔ حضور صلعم نے حضرت عکاشہؓ کے ہاتھ میں لکڑی دیکر لڑنے کا حکم دیا تھا۔ جسنے بہترین تلوار کا کام کیا تھا۔

سوال- حضرت عکاشہؓ کا شجرہ نسب کیا ہے؟

جواب:- حضرت عکاشہؓ بن محصن بن حرثان۔ بن قیس بن مرہ بن کثیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔ کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اُد بن ادد بن ہمیسع بن سلامان بن نابت بن حمال بن قیدار بن حضرت اسمٰعیل بن حضرت ابراہیم بن آذر بن ناحور بن شاروغ بن ارغو بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح حام بن نوح۔ یافث بن نوح بن لامک بن متوشلخ بن ادریس بن یارد بن مہلائیل بن انوش بن شیث بن حضرت آدم علیہ السلام (دیکھو سرۃ الانساب)

سوال:- سب سے پہلے ہندوستان میں کون آیا۔ جواب:- بوصلا جس کا اصل نام عمر تھا اور جبکہ محمد بن قاسم سندھ کا حاکم اعلیٰ ہونے لگے بابات حکومت کی طرف سے ابوالاصلاح الانساب کی اصلاح کرنیوالوں کا حاکم اعلیٰ کا خطاب ملا تھا۔ جو بعد میں بگڑ کر بوصلا ہوا جسکی اولاد آجکل بوصلاکی نام سے مشہور ہے

سوال:- کس وقت آئے؟ جواب:- محمد بن قاسم کے سندھ پر حملہ آور ہونے کے وقت یعنی ۹۳ھ میں

سوال:- چند قبائل جو حضرت علیؓ کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت علی کے کس بیٹے کی اولاد ہیں؟

جواب:- حضرت محمد حنفیہ کی جس کا دوسرا نام امام محمد اکبر کنیت ابوالقاسم تھی۔

سوال:- ان میں سب سے پہلے کون آیا۔ جواب: حضرت قطب شاہ نائب سلطان محمود غزنوی، بن الف شاہ بن امان شاہ بن دارا شاہ بن زمان شاہ بن محمد شاہ بن نواب شاہ بن عاقل شاہ بن شاہ سکندر بن محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ؛

شہزادہ آزاد
دارالعرش ۹ اکتوبر ۳۲ء

قبلہ مولانا شہزادہ آزاد صاحب ٹمبریالوی

اور

قوم کا فرض اولیٰ

قوم کا فرض ہے کہ اس نادر بعوض نعم اور آپ کی مبارک زندگی کی قیمتی گھڑیوں کو غنیمت سمجھ کر تقدیس مآب ہادی کامل ناخدائے کشتی قوم ابوالبیان قبلہ حضرت مولانا شہزادہ آزاد صاحب کی مندرجہ ذیل بہترین تصانیف کے مطالعہ سے فائدہ اٹھاویں۔

آئینہ قریش:۔ مسئلہ قریشیت کا بہترین حل اور تاریخی واقفیت کا عمدہ خزانہ ہے اس مجموعہ تالیف میں قبلہ مولانا صاحب کا فوٹو بھی دیا گیا ہے۔ قیمت صرف ۱۲؍ علاوہ محصولڈاک

ردّ الزام:۔ اس کتاب میں قوم کے کچھ حقدہ کے حقیر شخصوں پر اعتراض کرنے والوں کو مدلل طریق پر تسلی بخش جواب دیا گیا ہے۔ قیمت فی جلد ۳؍

نسب دانی:۔ اس کتاب میں اس قوم کے پیشہ نسب دانی ہے اور زمینداروں سے تعلق وابستہ ہونے پر اعلیٰ پیرایہ میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ قیمت فی جلد ۳؍

ہفتہ وار اخبار قریش

قوم کا واحد ترجمان ہے کوئی قوم بغیر اخبار کے ترقی نہیں کر سکتی ہے۔ خوش قسمتی کا مقام ہے۔ کہ حضرت قبلہ مولانا صاحب کی سعی و کوشش سے اس قوم کا ہفتہ وار اخبار قریش جاری ہے۔ جسے لوگ انسان سمجھنے سے عاری ہو چکے تھے۔ قوم کا فرض ہے کہ ہر گاؤں میں ایک اخبار منگائے۔ جس کا سالانہ چندہ چار روپیہ ششماہی سوا دو روپیہ

پتہ

دار القریش ٹمبریال (پنجاب)